بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ربوہ

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳ | ہفتہ ۳ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ہجری ۲۹ تبوک ۱۳۶۳ ہش ۲۹ ستمبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۲۱

اخبارِ احمدیہ

ربوہ: ۲۷ تبوک / ستمبر۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

"متلی کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے۔ کمزوری بھی بہت ہے۔"

احباب خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے۔ آمین!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ:

خدا کے مقبول بندے عاشقِ دل دادہ کی طرح دکھ اٹھا کر خوش ہوتے ہیں

وہ خدا کی محبت میں وطنوں سے بے وطن ہوتے اور عزت سے ذلت اختیار کرتے ہیں

کلامِ الٰہی کی سچی متابعت کی برکت سے ان میں وہ انوارِ خاصہ ہوتے ہیں جو اور کسی میں نہیں پائے جاتے

"اِس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ اکیلی عقل کو ماننے والے جیسے علم اور معرفت اور یقین میں ناقص ہیں ویسا ہی عمل اور وفاداری اور صدقِ قدم میں بھی ناقص اور قاصر ہیں۔ اور اُن کی جماعت نے کوئی ایسا نمونہ قائم نہیں کیا جس سے یہ ثبوت مل سکے کہ وہ بھی اُن کروڑہا مقدس لوگوں کی طرح خدا کے وفادار اور مقبول بندے ہیں کہ جن کی برکتیں ایسی دُنیا میں ظاہر ہوئیں کہ اُن کے وعظ اور نصیحت اور دُعا اور توجہ اور تاثیرِ صحبت سے صدہا لوگ پاک روش اور باخدا ہو کر ایسے اپنے مولیٰ کی طرف جھک گئے کہ دُنیا و مافیہا کی کچھ پرواہ نہ رکھ کر اور اِس جہان کی لذتوں اور راحتوں اور خوشیوں اور شہرتوں اور فخروں اور مالوں اور ملکوں سے بالکل قطع نظر کر کے اس سچائی کے راستہ پر قدم مارا جس پر قدم مارنے سے اُن میں سے سینکڑوں کی جانیں تلف ہوئیں، ہزارہا سر کاٹے گئے، لاکھوں مقدسوں کے خون سے زمین تر ہو گئی پر باوجود ان سب آفتوں کے اُنہوں نے ایسا صدق دکھایا کہ عاشقِ دل دادہ کی طرح پابہ زنجیر ہو کر ہنستے رہے اور دُکھ اُٹھا کر خوش ہوتے رہے اور بلاؤں میں پڑ کر شکر کرتے رہے۔ اور اُسی ایک کی محبت میں وطنوں سے بے وطن ہو گئے اور عزت سے ذلت اختیار کی اور آرام سے مصیبت کو سر پر لے لیا اور تونگری سے مفلسی قبول کر لی اور ہر ایک پیوند و رابطہ اور خویشی سے غریبی اور تنہائی اور بے کسی پر قناعت کی اور اپنے خون کے بہانے سے اور اپنے سروں کے کٹانے سے اور اپنی جانوں کے دینے سے خدا کی ہستی پر مہریں لگا دیں اور کلامِ الٰہی کی سچی متابعت کی برکت سے وہ انوارِ خاصہ اُن میں پیدا ہو گئے کہ جو اُن کے غیر میں کبھی نہیں پائے گئے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۳۰۱-۳۰۲ حاشیہ)

"سو بھائیو! اگر تم خدا کے خواہاں ہو، اگر تم یقین کے طالب ہو، اگر تمہارے دل میں دُنیا کی محبت نہیں تو اُٹھو اور سجدات شکر کرو کہ خدا تمہاری جماعت کو فراموش نہیں کرتا۔ وہ تمہیں ضائع کرنا نہیں چاہتا تا تم اُس کے حضور میں شکر گزار ٹھہرو۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم۔ ص ۲۶۷ حاشیہ در حاشیہ)

● محترم چوہدری جلال الدین صاحب قمر دارالصدر جنوبی کو دو تین روز ہوئے ہارٹ اٹیک ہوا انہیں گنگا رام ہسپتال لاہور میں پہنچایا گیا جہاں آپ زیر علاج ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

احمد حسین کاتب الفضل

دُنیا پرستی

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"بڑی غلطی انسان کی دنیا پرستی ہے یہ بدبخت اور منحوس دنیا کبھی خوف دلاتے سے اور کبھی امید دینے سے اکثر لوگوں کو اپنے دام میں لے لیتی ہے اور یہ اسی میں مرتے ہیں۔ نادان کہتا ہے کہ کیا ہم دنیا کو چھوڑ دیں اور یہ غلطی انسان کو نہیں چھوڑتی جب تک کہ اس کو بے ایمان کر کے ہلاک نہ کرے۔ اے نادان کون کہتا ہے کہ تو اسباب کی رعایت چھوڑ دے۔ مگر دل کو دنیا اور عیال کے فریبوں سے الگ کر۔ ورنہ تو ہلاک شدہ ہے۔ اور جس عیال کے لیے تو حد سے زیادہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ خدا کے فرائض کو بھی چھوڑتا ہے اور طرح طرح کی مکاریوں سے ایک شیطان بن جاتا ہے۔ اس عیال کے لیے تو ایک بدی کا بیج ہوتا ہے اور ان کو تباہ کرتا ہے اس لیے کہ خدا تیری پناہ میں نہیں کیونکہ تو پارسا نہیں خدا تیرے دل کی جڑھ کو دیکھ رہا ہے۔ سو تو بے وقت مریگا اور عیال کو تباہی میں ڈالے گا۔ لیکن وہ جو خدا کی طرف جھکا ہوا ہے اس کی خوش قسمتی سے اس کے زن و فرزند کو بھی حصہ ملے گا اور اس کے مرنے کے بعد بھی وہ تباہ نہیں ہوں گے۔"

(تذکرۃ الشہادتین ص ۷۰-۷۴)

تنخواہ ملتے ہی لازمی چندہ جات چندہ عام، حصہ آمد، چندہ جلسہ سالانہ ادا فرما دیجئے!

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقامِ اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ، قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
۳ محرم الحرام ۱۴۰۵ ہجری
۲۹ تبوک ۱۳۶۳ ہش

رزق کی فراخی اور تنگی سے متعلق الٰہی سنت میں پوشیدہ حکمت

اللہ تعالیٰ رازق ہی نہیں بلکہ خیر الرازقین ہے۔ وہ اپنی کل مخلوق کو اُس کے مناسب حال رزق عطا کرتا ہے۔ اسی طرح انسانوں میں سے بھی وہ سب کو رزق پہنچاتا ہے۔ جہاں تک رزق عطا کرنے کا تعلق ہے وہ مومن اور کافر میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ دہریوں کو بھی جو اُس کے وجود کے منکر ہیں رزق دیتا ہے۔ البتہ جہاں تک رزق عطا کرنے کا تعلق ہے اس کی یہ بھی سنت ہے کہ وہ انسانوں میں سے بعض کے لئے رزق کو وسیع کر دیتا ہے اور بعض کے لئے اُس کی مشیت یہ ہوتی ہے کہ وہ تھوڑے رزق پر ہی گزر اوقات کریں۔ اس میں بھی اُس کی بڑی حکمت پوشیدہ ہوتی۔ لیکن اکثر لوگ اس حکمت سے آگاہ نہیں ہوتے چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی اس سنت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (سبا آیت ۳۷)

ترجمہ: تُو کہہ دے، میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق (کا دروازہ) کھول دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے لیکن لوگوں میں سے اکثر (اس میں پوشیدہ حکمت کو) جانتے نہیں۔

وہ حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رزق عطا کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک رزق برنگ ابتلاء ہوتا ہے اور ایک برنگ اصطفا۔ یعنی ایک وہ رزق ہوتا ہے جو آزمائش کے طور پر دیا جاتا ہے اور ایک رزق وہ ہوتا ہے جو وہ اپنے خاص بندوں کو انعام کے طور پر دیتا ہے۔ جو رزق انعام کے طور پر ملتا ہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ اُس کے نتیجہ میں لوگوں میں شکر گزاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے وہ اسے اپنی ضروریات کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے اپنے شکر گزار ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس طرز عمل سے خوش ہو کر ان کے نفوس و اموال میں برکت دیتا ہے اور انہیں اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا کر کے انہیں اپنے قرب سے نوازتا ہے۔

برخلاف اس کے جن لوگوں کو رزق آزمائش کے طور پر عطا کیا جاتا ہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ وہ انہیں گناہوں میں ملوث کرنے کا موجب بنتا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ خدا تعالیٰ سے دور سے دور تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جن کے پاس تھوڑا رزق ہو وہ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے الٹا اس کا شکوہ کرنا شروع کر دیتے ہیں اور حصول دولت کے ناجائز طریقے اختیار کر کے جرائم کے ارتکاب میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح جن کے ہاں آزمائشی رزق کی فراوانی ہوتی ہے وہ دولت کی ریل پیل کے نتیجہ میں مکروہات دنیا میں مبتلا ہو کر اباحتی زندگی گزارنے لگتے ہیں۔ اس طرح سے یہ دونوں طبقے خدا تعالیٰ سے دور سے دور تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں سزا کا مستوجب بنا لیتے ہیں اور یہی وہ دو طبقے ہوتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ انہیں راہِ راست کی طرف واپس لانے کے لئے اپنے کسی مامور کو مبعوث کرتا ہے تو اعمالِ صالحہ سے تہی دست ہونے کے باعث وہ اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر اس کے خلاف محاذ بنانے اور ہر قسم کا ظلم روا رکھنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جن جرائم اور گناہوں میں وہ مبتلا ہوتے ہیں ان سے دستکش ہونا انہیں بہت دوبھر معلوم ہوتا ہے۔

ہر چند اپنے اس طرز عمل کی وجہ سے ایسے لوگ اپنے آپ کو عذاب الٰہی کا مستحق بنا رہے ہوتے ہیں لیکن سمجھتے یہ ہیں کہ ان پر عذاب کبھی نہیں آئے گا۔ اس خوش فہمی میں وہ لوگ زیادہ ملوث ہوتے ہیں جن کے ہاں دولت کی ریل پیل ہو۔ وہ یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دیتے رہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہمارے تمام تر گناہوں کے باوجود ہم سے خوش ہے جبھی تو وہ ہم کو مادی نعمتوں سے نواز رہا ہے، وہ بھلا کیوں ہمیں مبتلائے عذاب کرے گا۔ چنانچہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کا ظہور ہوا تو آپ کی مخالفت کرنے اور آپ کے اور آپ پر ایمان لانے والے غریب اور کمزور صحابہ رضی کے خلاف ظلم کا بازار گرم کرنے میں رؤسائے مکہ ہی پیش پیش تھے۔ وہ اپنی امارت اور اولاد کی کثرت یعنی جتھہ کو اپنے برحق ہونے کی علامت سمجھتے تھے۔ اور جب آپ نے ان کے کرتوتوں کے سبب خدائی حکم وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (التوبہ آیت ۳) کی رو سے انہیں دردناک عذاب کی خبر دی تو انہوں نے اپنی امارت اور جمعیت پر فخر کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے مورد عذاب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ نے ان کی اس تعلّی کے جواب میں فرمایا کہ ہر مامور من اللہ کے طاقتور مخالفین اپنی تمام تر بداعمالیوں کے باوجود ایسا ہی کہتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ کٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ اَکْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝ (سبا آیت ۳۵، ۳۶)

ترجمہ: اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ہوشیار کرنے والا نہیں بھیجا کہ اُس کے مالداروں نے یہ نہ کہا ہو کہ (اے سونو!) ہم تمہاری رسالت کے منکر ہیں نیز وہ یہ بھی کہتے رہے کہ ہم تم سے مال اور اولاد میں زیادہ ہیں (اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہم حق پر ہیں) اور (یہی وجہ ہے کہ) ہم پر کبھی عذاب نازل نہیں ہوگا۔

اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ مال اور اولاد کی کثرت کسی کے برحق اور بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہونے کی علامت نہیں۔ خدا کی جناب میں تو انہیں قبولیت کا درجہ حاصل ہوتا ہے جو ایمان لا کر اس کے مطابق اعمال صالحہ بجا لانے والے ہوں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝ (سبا آیت ۳۸-۳۹)

ترجمہ: اور تمہارے مال اور تمہاری اولادیں ایسی چیز نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دیں۔ ہاں جو ایمان لاتا ہے اور اس کے مناسب حال عمل کرتا ہے (وہی ہمارا مقرب ہوتا ہے) اور ایسے ہی لوگوں کو ان کے اچھے اعمال کی وجہ سے بڑھ بڑھ کر بدلے ملیں گے اور وہ بالاخانوں میں امن سے زندگی بسر کریں گے اور وہ لوگ جو ہمارے نشانوں کے متعلق ہم کو عاجز کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں وہ سخت عذاب کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔

چونکہ مال اور اولاد کی کثرت اور رزق کی فراوانی کو وہ لوگ اپنی تمام تر بداعمالیوں کے باوجود اپنے حق پر ہونے اور بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہونے کی علامت سمجھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے رزق عطا کرنے کے بارہ میں اپنی اس سنت کا بھی ساتھ ہی ذکر کیا کہ وہ لوگوں کو رزق صرف انعام ہی نہیں بلکہ ابتلاء اور آزمائش کے طور پر بھی دیتا ہے چنانچہ اگلی ہی آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ان پر یہ واضح کرنے کا حکم دیا کہ

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ (سبا آیت ۴۰)

ترجمہ: تُو (ان سے) کہہ دے (رزق یعنی مال اور اولاد کی کثرت پر فخر نہ کرو) میرا رب (اپنی حکمت بالغہ کے ماتحت) اپنے بندوں میں سے جس کے رزق کو چاہتا ہے وسیع کرتا ہے اور جس کے رزق کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے (یعنی ضروری نہیں کہ رزق کی فراوانی کسی قوم کے برحق ہونے کی دلیل ہو وہ ابتلاء اور آزمائش کا ذریعہ بھی ہو سکتی ہے۔)

الغرض رزق کی فراوانی پر فخر سراسر بے معنی ہے۔ اگر یہ فراوانی ابتلاء اور آزمائش کے رنگ میں ہو تو یہ گناہوں میں ملوث کر کے عذاب کا پیش خیمہ بھی بن سکتی ہے۔ قوت و طاقت، مال و اولاد اور رزق کی فراوانی جب ہی افراد اور اقوام کے لئے مفید اور بابرکت ثابت ہو سکتی ہے کہ وہ ظلم و جور نیز مکروہات دنیا اور گناہوں میں ملوث نہ ہوں اور اپنے آپ کو ایمان اور اعمالِ صالحہ سے متصف کر کے اسے خدائی احکام کے مطابق استعمال میں لائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلح وصفائی اور امن وآشتی کی گم شدہ جنتیں

قسط 1

مکرم عبدالسمیع خان صاحب۔ ربوہ

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک بار اپنے صحابہؓ کے درمیان رونق افروز تھے۔ حضورؐ کی زبانِ مبارک سے کلماتِ طیبات موتیوں کی طرح جھڑ رہے تھے اور غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان جواہر کو اپنے دامن میں سمیٹ رہے تھے۔ اسی دوران اچانک آپؐ نے فرمایا۔

"ابھی تمہارے پاس ایک ایسا آدمی آئے گا جو اہلِ جنت میں سے ہے۔"

اتنے میں ایک انصاری صحابیؓ آئے جن کی داڑھی سے وضو کے قطرے گر رہے تھے۔ صحابہؓ انہیں غور سے دیکھتے رہے مگر ان کی کوئی ایسی علامت اور عمل نظر نہ آیا جس کی بنا پر وہ اس دنیا میں ہی جنت کی بشارت پانے کے مستحق ہوئے تھے۔

دوسرے دن مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ:۔

"ابھی یہاں پر ایک ایسا آدمی آنے والا ہے جو جنتی ہے۔"

اور پھر وہی صحابیؓ گزشتہ دن والی حالت اور ہیئت میں آئے۔ صحابہؓ سوچتے رہے مگر معمہ حل نہ ہوا۔ تیسرے دن بھی جب یہی واقعہ پھر پیش آیا تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے رہا نہ گیا۔ اور وہ مجلس کے خاتمہ پر اس انصاری کے پیچھے چل پڑے۔

کچھ دور جاکر انہوں نے اس انصاری سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں دو تین دن آپ کے پاس قیام کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے بخوشی اجازت دے دی۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ میں تین دن رات ان صحابیؓ کی خدمت میں رہا اور خوب مطالعہ کیا۔ مگر میں نے ایک رات بھی نہیں دیکھا کہ وہ رات کو غیر معمولی طور پر عبادت کرتے ہوں۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ رات کو جب بھی ان کی آنکھ کھلتی اور بستر پر کروٹ بدلتے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کر دیتے۔ دوسرے یہ کہ میں نے انہیں اچھی بات کے سوا اور کچھ کہتے نہیں سنا۔

جب میرا عرصہ قیام ختم ہونے لگا اور قریب تھا کہ میں ان کے مذکورہ بالا اعمال کو حقیر جان کر واپس آجاتا میں نے ان صحابیؓ سے عرض کیا کہ میں ایک خاص وجہ سے آپ کے پاس آیا تھا۔ میں نے تین مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ابھی تمہارے پاس ایک ایسا آدمی آئے گا جو اہلِ جنت میں سے ہے اور تینوں مرتبہ آپ ہی سامنے آئے۔ تب میں نے ارادہ کیا کہ میں آپ کے پاس رہوں اور دیکھوں کہ آپ کون سا ایسا عمل بجا لاتے ہیں جس کی وجہ سے حضورؐ نے آپ کو جنتی قرار دیا ہے تاکہ میں بھی جنت کے حصول کے لیے آپ کی اقتدا کروں مگر میں نے آپ کو کوئی غیر معمولی عمل بجا لاتے ہوئے نہیں دیکھا اب آپ ہی اس راز سے پردہ اٹھائیں۔

یہ سن کر وہ انصاری بولے۔ اے میرے بھتیجے میں کوئی خاص اعمال تو نہیں بجا لاتا مگر یہ بات ضرور ہے کہ میں کسی مسلمان کے لیے دل میں کھوٹ نہیں رکھتا اور کسی کے لیے بھی دل میں کینہ لے کر نہیں سوتا۔ اور ہر قسم کے حسد سے میرا دل پاک ہے۔

تب میں نے کہا کہ یقیناً یہی وہ عمل ہے جس نے آپ کو جنت کا مستحق بنا دیا ہے۔

ع یہی جنت یہی دارالاماں ہے

اس بات میں کیا شک ہے کہ جس کا دل ہر قسم کے کینہ اور بغض سے پاک ہوتا ہے جو صاف دل لے کر سوتا اور صاف دل کے ساتھ جاگتا ہے اس کو یقیناً ایک قلبی جنت عطا کی جاتی ہے پس اس انصاری کا واقعہ اہلِ جنت کے ان دلی جذبات کی بھرپور عکاسی کرتا ہے جس کا نقشہ قرآن کریم نے اس طرح کھینچا ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ۔ (الحجر۔ ۴۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنتیوں کے سینوں میں جو کینہ وغیرہ بھی ہوگا۔ اسے ہم نکال دیں گے۔ وہ بھائی بھائی بن کر جنت میں رہیں گے اور تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

قرآنی فلسفہ کے مطابق دنیا مزرعۃ الآخرۃ یعنی آخرت کی کھیتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آخرت دنیا میں انسان سے سرزد ہونے والے اعمال کا تمثل اور پرتو ہے۔ پس اس اخروی جنت کا نقشہ اور تصویر کھینچ کر قرآن کریم دراصل یہ کہنا چاہتا ہے کہ اگر اس جنت کے متمنی ہو تو اپنی دنیا کو اسی جنت کے سانچے میں ڈھال لو۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) اس آیت بالا کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔ (الرحمان۔ ۴۷)

کہ مومن کو دو جنتیں ملتی ہیں۔ ایک اسی دنیا میں اور دوسری اگلے جہان میں اس جگہ پر جنت کی شرط یہ بتائی کہ وہاں دلوں میں غل نہ ہوگا۔ پس اس دنیا میں جو مومن بھائی کا بغض دل سے نکال دے وہی جنتی بن سکتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۹۳)

اس تعلیم کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے اور حق ادا کرنے والے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپؐ ہی کے ذریعہ دنیا میں سب سے بڑی جنت کا قیام ہوا۔ جو آج فردوسِ گم گشتہ بن چکی ہے۔ اس گم شدہ جنت کی یادیں آج بھی اتنی دلفریب اور روح پرور ہیں کہ

دل پاک۔ نظر پاک

بلاشبہ وہ سینہ اور دل جو تمام اولین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر اور پاک تر اور معصوم تر اور روشن تر تھا وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اور سینہ تھا۔ جو تمام بنی نوعِ انسان کے لیے بلا امتیاز رنگ و نسل اور مذہب محبت سے معمور تھا۔ اسی لیے تو آپؐ کو آسمانی آقا کی طرف سے جو دلوں کی پاتال پر بھی نظر رکھتا ہے۔ رحمۃ للعالمین کا لقب عطا ہوا۔ حضرت مسیح موعود نے کس خوبصورت پیرائے میں اس لقب کی تشریح فرمائی ہے۔

آنکہ در بر دو کرم بحر عظیم
آنکہ در لطفِ اتم یکتا درے

آں ترحما کہ خلق ازوے بدید
کس ندیدہ در جہاں از مادرے

کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود نیکی اور بزرگی میں ایک بہت بڑا سمندر ہے اور وہ کمالِ لطف میں ایک نایاب موتی ہے۔ جو رحم اور مہربانی مخلوقات نے اس سردار سے دیکھی ہے وہ کسی نے اس جہان میں اپنی ماں سے بھی نہیں دیکھی۔

آپؐ نے ایک ایسی عظیم الشان جماعت بھی پیدا کر دی جو آپؐ کے نقشِ قدم کو چوم کر آگے بڑھتی رہی۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ بھی اسی جنتی گروہ کے ایک فرد تھے۔ ایک دفعہ وہ بیمار ہوئے تو لوگ ان کی عیادت کو آئے مگر انہوں نے دیکھا کہ بیماری کی وجہ سے چہرے پر زردی کمزوری اور اضمحلال کی بجائے چمک پھیلی ہوئی ہے اور چہرہ خوب دمک رہا ہے۔ تو انہوں نے حضرت ابو دجانہؓ سے تعجب سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ آپ کا چہرہ چمک رہا ہے۔ حضرت ابو دجانہؓ نے فرمایا میرے عمل میں تو کوئی چیز ایسی نہیں جس پر میں اعتماد کروں۔ مگر دو باتیں ہیں ایک تو یہ کہ جو چیز میرا مقصود نہیں ہوتی اس کے بارے میں کلام نہیں کرتا اور دوسرے یہ کہ میرا دل مسلمانوں کی طرف سے بالکل صاف ہے

(طبقات ابن سعد۔ جلد ۳ صفحہ ۵۵۷)

دل کی یہی پاکیزگی تو اس پاک گروہ کا طرۂ امتیاز تھی جو دنیا اور آخرت میں انہیں سرفراز کر گئی۔ حضرت ابو دجانہؓ کی بیان کردہ پہلی بات گو بظاہر بے تعلق نظر آتی ہے۔ مگر غور کریں تو اس کا گہرا تعلق دل کی صفائی سے ہے۔ کیونکہ انسان غیر متعلق باتوں میں دخل نہ دے اور دوسروں کے معاملات میں ٹانگ نہ اڑائے تو بہت سے جھگڑوں اور تنازعات سے بچ جاتا ہے حضورؐ نے فرمایا۔

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ۔

انسان کے اسلام میں حسن تب پیدا ہوتا ہے جب وہ غیر متعلق امور میں دخل اندازی چھوڑ دے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود بانیٔ سلسلہ احمدیہ بھی اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ کامل ہونے کی حیثیت سے آپؐ کے اسوہ پر پوری طرح عمل پیرا تھے اور تمام بنی نوع کی محبت اور ہمدردی سے آپ کا دل معمور تھا۔ فرماتے ہیں:۔

"میں تمام ..... اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدۂ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسانی کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول ہے۔"

اس عظیم الشان اصول پر استوار شدہ جنت ذاتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی ہوتی ہے اور قومی بھی۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے ذریعہ یہ دونوں قسم کی جنتیں قائم ہوئیں اور دنیا کو بقعۂ نور بنا دیا مگر کچھ عرصہ کے بعد خلافت ـــ عافیت کا حصار ـــ ٹوٹنے کے بعد شیطان کو موقع مل گیا اور اس نے اس اجتماعی جنت کو منہدم کرنا شروع کر دیا اور گو انفرادی طور پر مختلف قلوب میں وہ جنت موجود رہی مگر دنیا سے قومی جنت ناپید ہو گئی۔

اسی سے ہو گی ترے غم کدہ کی آبادی

انسان بہت کمزور اور ضعیف الخلقت ہے۔ کسی وقت اپنے جذبات پر قابو نہیں بھی رکھ سکتا۔ اور دل دکھانے والے کلمات ادا کرنے لگتا ہے۔ اس کی کوئی بھی دنیاوی وجہ ہو مگر ہر صورت میں انسان کے دل کی دنیا بلکہ قلبی جنت اس سے عارضی طور پر کھوئی جاتی ہے۔ تا آنکہ وہ دل دوسروں سے صلح کر کے پھر صاف و شفاف آئینہ بن جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون پر تفصیل روشنی ڈالی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ۔

ہر سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور انسانوں کے اعمال خدا کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ تو شرک سے بیزار تمام لوگوں کو خدا کی مغفرت کی چادر ڈھانپ لیتی ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جن کے درمیان عداوت اور دشمنی ہو۔ ان کا معاملہ مؤخر کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ سب صلح کر لیں۔ تب ان کی گمشدہ جنت انہیں واپس کر دی جاتی ہے۔ اور دو ناراض بھائیوں میں سے زیادہ بہتر اور رضاءِ الٰہی کا مورد وہ ہوتا ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے اور صلح کے لیے قدم آگے بڑھاتا ہے۔ اس کی جنت زیادہ شاداب ہوتی ہے۔ (مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کس شدت کے ساتھ اس گم شدہ جنت کے متلاشی رہتے تھے یہ ایک حیران کن داستان ہے وہ صلح و سلامتی کے قیام کے لیے کس طرح بے قرار رہتے تھے ذیل کے چند واقعات اس کی بیّن دلیل ہیں:۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے ساتھ کسی بات پر تیز کلامی ہو گئی اور انہیں سخت سست کہہ گزرے بعد میں اس کا احساس ہوا تو سخت ندامت ہوئی حضرت عمرؓ سے بولے "تم مجھے معاف کر دو" حضرت عمرؓ نے انکار کیا ..... آپ خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور پوری روئیداد کہہ سنائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا "ابوبکر خدا تمہاری خطا معاف فرمائے" حضرت عمرؓ کو پتہ چلا تو انہیں بھی افسوس ہوا دوڑے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر آئے تو وہ نہیں تھے۔ سیدھے دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے۔ حضرت عمرؓ کو دیکھتے ہی سرور عالم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں حضرت عمرؓ پر عتاب نہ ہو۔ اس لیے فوراً دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور بڑی لجاجت سے عرض کیا "یا رسول اللہ خدا کی قسم ظلم تو میں نے کیا تھا"

کیا عجیب مجلس ہو گی جس میں یہ دو عظیم الشان بزرگ خود کو ظالم اور دوسرے کو مظلوم قرار دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مغفرت طلب کرنے کی التجا کر رہے تھے۔ ان کی یہ پاک کیفیت دیکھ کر حضورؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ ابوبکرؓ تم سے مغفرت کا سوال کرتا ہے اور تم ایسا نہیں کرتے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو نبیٔ برحق بنا کر بھیجا ہے کہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ ابوبکرؓ نے مجھ سے اپنے لیے استغفار کے لیے کہا ہو اور میں نے انکار کیا ہو اور اللہ کی مخلوق میں سے آپؐ کے بعد کوئی بھی مجھے ابوبکرؓ سے زیادہ محبوب نہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے کہا مجھے بھی اس ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ آپؐ کے بعد مجھے بھی اللہ کی مخلوق میں سے عمرؓ سے زیادہ کوئی بھی محبوب نہیں ـــ۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب۔ فضائل ابی بکر و طبرانی)

ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ اور ربیعہؓ بن کعب الاسلمیؓ کے درمیان زمین کے ایک ٹکڑے کے بارہ میں کچھ جھگڑا ہو گیا حضرت ابوبکرؓ نے غصہ میں کوئی سخت بات کہہ دی۔ بعد میں ان کو فوراً احساس ہوا تو ربیعہؓ سے بولے "تم بھی مجھے ایسی ہی سخت بات کہہ کر مجھ سے بدلہ لے لو" لیکن ربیعہؓ نے انکار کیا آخر حضرت ابوبکرؓ بولے "اگر تم مجھ سے اپنا بدلہ نہیں لو گے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر تمہاری شکایت کروں گا" ربیعہؓ نے کہا "میں ہرگز آپ کے سامنے گستاخی نہیں کر سکتا۔ اور مزید برآں یہ کہا کہ میں زمین سے ہی دست بردار ہوتا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ زمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چل پڑے آگے آگے خود تھے اور پیچھے ربیعہؓ آ رہے تھے ربیعہؓ کے قبیلہ والوں نے یہ دیکھا تو وہ بھی ربیعہؓ کی حمایت کے لیے اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے "کیا خوب! ایک تو ابوبکرؓ نے تم کو ایسی ناواجب بات کہہ دی اور پھر اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کرنے جا رہے ہیں۔ ربیعہؓ نے کہا چپ رہو تم جانتے نہیں یہ کون ہیں۔ یہ ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق غار ثور ہیں۔ انہوں نے پلٹ کر تم کو دیکھ لیا تو غضب ناک ہو جائیں گے۔ ان کے غضب کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو غصہ آئے گا اور ان دونوں کے غصہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ غضبناک ہو جائے گا۔ اور نتیجہ یہ ہو گا کہ ربیعہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ چنانچہ یہ سب لوگ واپس ہو گئے اب حضرت ابوبکرؓ نے خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر پورا ماجرا سنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ربیعہؓ کا بیان بھی سن لیا تو فرمایا "ربیعہؓ تم نے اچھا کیا کہ ابوبکر کو وہی بات پلٹ کر نہیں کہی جو انہوں نے تم سے کہی تھی۔ لیکن ہاں اب یہ کہو کہ اے ابوبکرؓ اللہ آپ کی غلطی معاف فرمائے" حضرت ربیعہؓ نے تعمیل کی تو حضرت ابوبکرؓ رو پڑے اور اسی حالت میں واپس ہو گئے۔

حضرت عائذ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ابو سفیان حضرت سلمانؓ، حضرت صہیبؓ اور حضرت بلالؓ رضی اللہ عنہم کے پاس سے جو ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے گزرے تو ان حضرات نے کہا اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن کی گردن میں ابھی تک اپنی جگہ نہیں پکڑی؟ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان حضرات سے کہا کیا تم ایسے شخص کے بارے میں یہ بات کہتے ہو جو قریش کا شیخ اور ان کا سردار ہے؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ سے یہ بات بیان کی، حضورؐ نے فرمایا۔ "اے ابوبکرؓ! شاید کہ تم نے ان مسلمانوں کو ناراض کر دیا؟ اگر تم نے ان کو غصہ دلایا ہے تو تم نے اپنے رب کو غصہ دلایا ہے، یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ ان حضرات کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ہمارے بھائیو! کیا میں نے تم کو غصہ دلایا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔

حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ کسی شخص کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کئے جو ناراضگی کا رنگ لئے ہوئے تھے کسی نے اس آدمی سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ تم سے ناراض ہیں؟ اس بات کے کچھ عرصہ بعد جب بہت سے لوگ حضرت عمرؓ کے گرد جمع تھے تو وہ آدمی آیا اور کہا اے عمرؓ تم نے اسلام میں ایک رخنہ ڈال دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہرگز نہیں۔ اس نے پوچھا آپ مجھ سے کیوں ناراض ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۔

(الاحزاب - ۵۹)

کہ جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی وجہ کے ایذا پہنچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ اپنے سر لیتے ہیں۔

اس لئے آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے حضرت عمرؓ نے اس شخص کی سختی اور ناروا رویہ کا کوئی خیال نہ کیا بلکہ فرمایا خدا کی قسم میں نے نہ تو کوئی رخنہ ڈالا ہے اور نہ میرا یہ مطلب تھا مگر تو میری خطا کو معاف کر دے چنانچہ آپ برابر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اسے کہا کہ میں آپ کی غلطی کو معاف کرتا ہوں۔

(کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۲۶۰)

حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کو یہ تعلیم دی۔ فرماتے ہیں:۔

"تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔" (کشتی نوح)

پھر فرمایا:۔

"باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بغض اور بے مہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں ایک توحید و محبت و اطاعت باری عز اسمہ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور بنی نوع کی۔" (ازالہ اوہام)

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا یہ اسوہ ہے چنانچہ۔

ایک دفعہ الہ دین عرف فلاسفر صاحب جن کی زبان کچھ آزاد واقع ہوئی تھی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ کچھ گستاخی کی جس پر حضرت مولوی صاحب کو غصہ آ گیا۔ اور انہوں نے فلاسفر صاحب کو ایک تھپڑ مار دیا۔ اس پر فلاسفر صاحب اور تیز ہو گئے اور بہت برا بھلا کہنے لگے جس پر بعض نادان لوگوں نے فلاسفر صاحب کو خوب اچھی طرح زدوکوب کیا۔ جس پر فلاسفر صاحب نے چوک میں کھڑے ہو کر بڑے زور سے رونا چلانا شروع کر دیا اور آہ و بکا کے نعرے بلند کئے۔ یہ آواز اندرون خانہ حضرت مسیح موعود کے کانوں تک جا پہنچی اور آپ بہت ناراض ہوئے۔ چنانچہ جب آپ نماز مغرب سے قبل البیت میں تشریف لائے تو آپ کے چہرہ پر ناراضگی کے آثار تھے اور آپ البیت میں ادھر ادھر ٹہلنے لگے۔ اس وقت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی موجود تھے حضرت صاحب نے فرمایا اس طرح کسی کو مارنا بہت ناپسندیدہ فعل ہے اور یہ بہت بری حرکت کی گئی ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے فلاسفر صاحب کے گستاخانہ رویہ اور اپنی بریت کے متعلق کچھ عرض کیا مگر حضرت صاحب نے غصے سے فرمایا کہ نہیں یہ بہت ناواجب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بات ہوئی ہے جب خدا کا مامور آپ لوگوں کے اندر موجود ہے تو آپ کو خود بخود اپنی رائے سے کوئی فعل نہیں کرنا چاہیئے بلکہ مجھ سے دریافت کرنا چاہیئے تھا وغیرہ۔ حضرت صاحب کی اس تقریر سے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رو پڑے اور حضرت صاحب سے معافی مانگی اور عرض کیا کہ حضور میرے لئے دعا کریں اور اس کے بعد مارنے والوں نے ولا سفر سے معافی مانگ کر اسے راضی کیا اور اسے دودھ وغیرہ پلایا۔

جھلکی ذرا چشمِ جنگجو بھی نکل گئی دل کی آرزو بھی
بڑا مزا اس ملاپ میں ہے جو صلح ہو جائے جنگ ہو کر

حضرت میر ناصر نواب صاحب کے متعلق حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بیان کرتے ہیں:۔

جب اوّل اوّل میں خدا کے فضل سے ہجرت کر کے قادیان آگیا میری جوانی کا آغاز تھا۔ طبیعت پہلے ہی تیز واقع ہوئی تھی میں مدرسہ (ٹی آئی) کا ہیڈ ماسٹر تھا اور حضرت نانا جان ناظم۔ بعض باتوں میں حضرت نانا جان سے چھڑ گئی میں اس سے اس قدر متاثر ہوا کہ ایک دن بعد نماز مغرب جب حضرت البیت المبارک کی شہ نشین پر تشریف فرما تھے میں نے اس قضیہ کو با چشم گریاں حضرت کے پیش نظر کرنا چاہا۔ حضرت متوجہ ہوئے تھے کہ حضرت مخدوم الملّت مولوی عبدالکریم صاحب نے ڈانٹ کر مجھے بٹھا دیا (اور میں اس ڈانٹ کو بہت عزت کرتا ہوں) اور حضرت کے دریافت کرنے پر عرض کر دیا کہ میں سمجھا دوں گا کچھ بات نہیں۔ دوسرے دن مجھے حضرت مخدوم الملّت نے حضرت میر ناصر نواب صاحب کے مناقب بیان کئے پھر فرمایا وہ طبیعت میں بے تنک تیز ہوں مگر بہت صاف باطن اور خیر خواہ ہیں تم ان سے صلح کر لو۔ مجھے حضرت مخدوم الملّت سے بہت محبت تھی ان کے کلام کا میرے دل پر بہت اثر ہوا اور میں نے ارادہ کیا کہ جا کر حضرت میر ناصر نواب صاحب سے معذرت کروں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ خود تشریف لا رہے ہیں اور با آواز بلند السلام علیکم کہہ کر مجھے پکڑ لیا اور اظہار محبت فرمایا۔

ع۔ انجمن سے وہ پرانے شعلہ آشام اٹھ گئے

صلح جوئی اور سلام میں پہل کرنے کا یہ جوہر حضرت میر صاحب کی ذات کے اندر بہت نمایاں تھا۔ اور اس میدان میں دوسروں کے لئے اسوہ بن گئے تھے۔ اسی بناء پر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی آپ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب بہت ہی نیک دل اور سینہ صاف پاکیزہ طبیعت رکھتے تھے اگر کسی سے ناراض ہوتے تو اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ساری عمر اب اس سے آپ کا کوئی تعلق نہیں رہے گا مگر آپ کی عادت میں یہ امر داخل تھا کہ تین دن سے زیادہ غصہ کبھی نہیں رکھتے تھے اور خود سب سے پہلے السلام علیکم کہتے اور صفائی کر لیتے تھے اور نہ صرف صفائی کرتے بلکہ بعض اوقات معذرت میں انہیں تامل نہیں ہوتا تھا.....

حضرت میر ناصر نواب صاحب کی صاف گوئی اور صاف دلی آئینہ کی طرح روشن تھی وہ حق کی بات کہنے میں کسی چھوٹے بڑے کی رعایت نہ کرتے اور سینہ کو ہمیشہ بغض و حسد سے پاک رکھتے تھے۔ اگر کسی سے ناراض ہوتے تو اس میں مہاجر کا رنگ نہ ہوتا خود السلام علیکم میں پہل کرتے اور معافی مانگ لینے میں کبھی کسرِ شان نہ سمجھتے تھے۔ (حیات ناصر ص۲۲)

(جاری ہے)

اخبارات و رسائل کے طالب

ضلع فیصل آباد میں ایک احمدی دوست کے پاس ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۰ء تک کے اخبار الفضل کے پرچہ جات ہیں اسی طرح رسالہ الفرقان رسالہ انصار اللہ۔ تشحیذ الاذہان اور رسالہ خالد کے بھی پرچے ہیں اگر کسی احمدی دوست یا جماعت کی کسی لائبریری کے لیے درکار ہوں تو اطلاع دیں۔

(سید احمد علی۔ نائب ناظر اصلاح وارشاد)

ہفتہ تحریکِ جدید

امراء کرام و صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ ۲۸ ستمبر سے ۴ اکتوبر تک ہفتہ تحریک جدید منائیں جس میں وصولی کو صد فیصد کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے تا نئے سال کا استقبال شایانِ شان طریق پر کیا جائے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

توبہ حصولِ اخلاق کے لئے بڑی محرّک اور مؤید چیز ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"توبہ دراصل حصولِ اخلاق کے لئے بڑی محرک اور مؤید چیز ہے اور انسان کو کامل بنا دیتی ہے۔ یعنی جو شخص اپنے اخلاقِ سیئہ کی تبدیلی چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ سچے دل اور پکے ارادے کے ساتھ توبہ کرے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ توبہ کے لئے تین شرائط ہیں بدوں ان کی تکمیل کے سچی توبہ جسے توبۃ النصوح کہتے ہیں حاصل نہیں ہوتی۔ ان ہر سہ شرائط میں سے پہلی شرط جسے عربی زبان میں اقلاع کہتے ہیں یعنی ان خیالات فاسدہ کو دور کر دیا جائے جو ان خصائل ردیہ کے محرک ہوتے ہیں۔" (الفاخ قدسیہ ص۱۳۱)

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

دُعائے نعم البدل

مکرم مرزا نفیس احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یکم اگست ۱۹۸۴ء کو پہلی بچی سے نوازا تھا جو پانچ دن زندہ رہنے کے بعد انتقال کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

احبابِ جماعت کی خدمت میں دردمندانہ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل عطا فرماوے۔ آمین۔

(مرزا خورشید احمد ۱۰۲ عمر بلاک لاہور)

مکرم نعیم احمد صاحب ناصر محلہ دارالیمن شرقی ربوہ کا پہلا فرزند عزیز طاہر احمد نعیم مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۸۴ء کو بعمر ۲۱ دن چند روز کی مختصر علالت کے بعد اچانک بقضائے الٰہی اپنے مولائے حقیقی سے جا ملا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

نومولود مکرم ناصر احمد صاحب آف چنیوٹ کا پوتا اور مکرم قاری عاشق حسین صاحب آف سانگلہ ہل کا نواسہ تھا۔

احباب جماعت و خاندان حضرت مسیح موعود کی خدمت میں دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے نومولود کی جدائی کی وجہ سے جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور والدین کو نعم البدل سے نوازے۔ آمین۔ (ملک رفیق احمد)

اعلان برائے چندہ ممبری ناصرات الاحمدیہ

جن مجالس کی سیکرٹریان ناصرات کو چندہ ممبری ناصرات کا بجٹ پورا کرنے کے لئے چٹھیاں بھجوائی گئی ہیں اور اخبار الفضل کے ذریعہ بھی متوجہ کیا گیا ہے ان میں سے جنہوں نے ابھی تک اپنا بجٹ پورا نہیں کیا وہ جلد چندہ دفتر لجنہ مرکزیہ کو پہنچا دیں۔ چندہ دفتر میں پہنچنے کی آخری تاریخ ۳۰ ستمبر ہے۔ اس کے بعد آنے والا چندہ اس سال کے چندہ میں شمار نہ ہوگا۔

(سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ)

خریداران مصباح کے لئے ضروری اعلان

ماہنامہ مصباح کا ستمبر کا شمارہ ۱۶ ستمبر کو پوسٹ کر دیا گیا ہے۔ جن خریداروں کو ۳۰ ستمبر تک رسالہ نہ ملے فوری اطلاع دیں۔ رسالہ دوبارہ بھجوا دیا جائے گا۔ دیر سے ملنے والی شکایات پر کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ مصباح ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے اور تمام خریداروں کو بھجوایا جاتا ہے۔ جن خریداروں کو رسالہ ہر ماہ باقاعدہ نہیں ملتا وہ دفتر میں اطلاع دیں تاکہ ان کو رسالہ بھجوانے کا کوئی متبادل انتظام کیا جائے۔

(منیجر ماہنامہ مصباح)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُس کو بہانہ چاہیے بخشش کے واسطے

خدا تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کا ذریعہ۔ استغفار

(مکرم غلام رسول صاحب اعوان ڈیرہ غازیخان)

روزمرہ کی زندگی پر نظر دوڑائیں تو صاف نظر آئے گا کہ ایسے سینکڑوں دریچے کھلے ہوئے ہیں جن سے موت جھانک رہی ہے۔ حادثات آفات ارضی و سماوی وغیرہ طبی کتب کا مطالعہ کیجئے تو ان میں امراض کی فہرست بہت طویل ہے۔ صرف آنکھ کی تین ہزار بیماریاں ہیں۔ گویا انسانی ڈھانچے میں ہزاروں سوراخ ہیں جن کی راہ سے امراض داخل ہو سکتے ہیں اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ انسانی زندگی کتنی بے بقا اور غیر محفوظ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک بار حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے پہلے بہت روئے۔ بعد میں فرمایا کہ اے اللہ کے بندو! آفات اور بلیات چیونٹیوں کی طرح انسان کو لگی ہوئی ہیں۔ ان سے بچنے کی کوئی راہ نہیں بجز اس کے کہ سچے دل سے توبہ اور استغفار میں لگ جاؤ پس اس زندگی کو جو بالکل غیر محفوظ اور خطرات سے پُر ہے گذارنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجانے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں۔

؎ جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

بالکل سچ ہے۔ صرف خدا کی ذات ہی حفاظت کا سرچشمہ ہے۔

اور درست بات تو یہ ہے کہ انسان کا اس ذات سے تعلق اس کے ذکر اور استغفار سے ہی ہو سکتا ہے اور یہ سچ ہے کہ اگر انسان اس کے دروازے سے ہٹ جائے تو اس کو کہیں اور پناہ نہیں ملے گی اس کی زندگی بھی ناکامی کی زندگی ہو گی اور آخر بڑی حسرت سے اس دنیا کو چھوڑ جائے گا جو بچہ والدین کو چھوڑ کر گھر سے نکل جاتا ہے اس کو دنیا میں کہیں سکھ اور آرام نہیں ملتا۔ بیوی اپنے خاوند سے راہ فرار اختیار کرتی ہے تو اس کی زندگی بھی المیہ بن جاتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا بندہ جب اپنے مالک سے منہ موڑ کر غیر اللہ کے پاس چلا جاتا ہے تو اسے بھی کشمکش حیات میں سکون اور اطمینان نہیں ملتا۔ انسان اپنے نفس میں جھانک کر دیکھے تو اسے اپنی زندگی گذارنے کے لئے ایک مونس اور مربی کی سخت ضرورت ہے وہ سراپا احتیاج ہے ہر وقت اسے کوئی نہ کوئی حاجت دامن گیر رہتی ہے اگر ایک ضرورت پوری نہ ہو تو کتنے اضطراب میں پڑ جاتا ہے۔ لہذا فطری طور پر اسے اپنے رب سے تعلق جوڑنے کی سخت ضرورت ہے تاکہ وہ دنیاوی خوفوں سے آزادی حاصل کرلے۔ اور یہ صحیح ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کا ہو جاتا ہے "من کان للہ کان اللہ لہ" اور جس کا کفیل خود خدا تعالیٰ ہو جائے اسے کسی اور کی کفالت کی کیا ضرورت ہے لیکن یہ تعلق اس ذات سے اس صورت میں قائم ہوتا ہے جب بندہ اپنے اعمال کو درست کرتا ہے۔ اس کے بتائے ہوئے طریق پر چلتا ہے۔ نیز عاجزی اور فروتنی اختیار کرتا ہے اور یہی ایک راہ ہے جس سے وہ راضی ہو سکتا ہے۔ چاہیئے کہ انسان اس راہ میں وفاداری دکھلائے انابت الی اللہ اختیار کرے اور استغفار کو اپنا ورد بنالے کیونکہ یہی ایک راہ ہے جس سے بلائیں دور ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون۔"

(انفال: ۸: ۳۳)

یعنی جو استغفار کرتے رہتے ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ عذاب نہیں کرتا۔

انسان خطا و نسیان کا پتلا ہے۔ یہ فرشتہ نہیں اس میں شر کا مادہ جلد غالب آجاتا ہے۔ ہر وقت اس سے کوئی نہ کوئی لغزش اور کمزوری سرزد ہوتی رہتی ہے ہزار کوشش کے باوجود بھی بعض اوقات بدیاں ہو جاتی ہیں۔ پس ان کے بدنتائج سے بچنے کے لئے استغفار کی بہت ضرورت ہے یہی ایک ڈھال ہے جو اسے بچاتی ہے۔ جب انسان استغفار کرتا ہے اپنے کئے پر پشیمان ہوتا ہے اور آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کا اقرار کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اُسے معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ تواب ہے۔ اُسے بخشش دینے میں مزہ آتا ہے۔ دنیاوی حکومتیں تو پکڑنے اور سزا دینے کے لئے کئی قسم کے حیلوں سے کام لیتی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ تو چھوڑنے کے لئے کوئی بہانہ بنا لیتا ہے۔ کسی نے صحیح کہا ہے۔

اس کو بہانہ چاہیئے بخشش کے واسطے
سجدوں پہ انحصار نہیں ہے بہشت کا

اگر انسان ہر وقت استغفار کے ذریعہ سے اپنی کمزوریوں کو چھپانے اور نیکیوں کے بجا لانے کی توفیق طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت بھی شامل حال رہتی ہے۔ ارشاد نبوی ہے کہ جو شخص خدا کو سکھ میں یاد رکھتا ہے خدا تعالیٰ اسے دکھ میں یاد رکھتا ہے اور جو سکھ میں یاد نہ رکھے وہ دکھ میں بچایا نہیں جاتا۔ کشتی ڈوبتی ہے تو سب روتے ہیں لیکن یہ رونا اس وقت کام نہیں دیتا۔ اگر پہلے استغفار کرتے اور اللہ تعالیٰ سے حفاظت طلب کرتے تو بچائے جاتے۔ لیکن جب اپنی سیاہ کاریوں کی وجہ سے فرد جرم عائد ہو گئی تو سزا سے معافی کیسی؟

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ایک صفت یہ بھی بیان کرتا ہے کہ

"وبالاسحار ھم یستغفرون"

(الذاریات: ۱۸)

کہ وہ ہنگام سحر استغفار کیا کرتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ خدا کی صفت غفوریت کو جوش میں لانے کے لئے استغفار کی بہت ضرورت ہے۔ اور یہی صفت اسے بہت پسند ہے کیونکہ اس کا کام بخشش اور خطا پوشی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے پوچھا کہ اے میرے مولا۔ بتا۔ تجھے کون سا بندہ زیادہ پسند ہے۔ فرمایا جو آدمی طاقت رکھنے کے باوجود انتقام نہ لے۔ پس بخشش اور رحمت تو اس کی خاص صفت ہے اور یہی سب پر غالب ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم استغفار کی وجہ سے عذاب سے بچ گئی۔ قرآن میں مذکور ہے کہ حضرت یونسؑ کی قوم اپنی اصلاح پر آمادہ نہ تھی ہر نصیحت کو ٹھکرا دیتی تھی اور حضرت یونسؑ کو دکھ دیا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اس قوم کو چالیس دن کے اندر تباہ کر دیں گے۔ یہ وعید سنا کر حضرت یونسؑ قوم سے دور چلے گئے۔ جب چالیس دن گذر گئے اور وہ واپس آرہے تھے کہ دیکھیں ان لوگوں کا کیا انجام ہوا۔ راستہ میں کسی سے پوچھا کہ نینوا کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا اچھا ہے خوب چہل پہل ہے لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ یہ سن کر حضرت یونسؑ افسردہ ہو گئے اور کہا کہ میں اب نینوا نہیں جا سکتا "لن ارجع قومی کذابا" اگر میں ان کے پاس گیا تو وہ مجھے جھوٹا سمجھیں گے وہ اور راہ پر چل دیئے۔ دل میں حق تعالیٰ سے سوال کیا۔ کہ یہ کیا ہوا۔ وحی آئی کہ اے یونس۔ یہ درست تھا کہ ہم نے اس قوم کو تباہ کرنا تھا لیکن جب ہم نے اس بستی کو تباہ کرنے کے لئے آندھی اٹھائی تو یہ لوگ اسے دیکھ کر ڈر گئے اور سب چھوٹے بڑے۔ عورتیں اور مرد میدان میں جمع ہو کر آہ و زاری کرنے لگے اور مجھ سے معافی کے طلبگار ہوئے۔ تو ہم نے انہیں بخش دیا۔ جب بندہ کے دامن میں عجز کا سرمایہ ہو اور وہ معافی کا طلبگار ہو تو ہماری رحمت کو منہ موڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اے یونس! ہم نے انہیں معاف کر دیا ہے۔

؎ "گر ایں مشت خاک را نہ بخشم چہ کنم"

یونس کہنے لگے کہ خدایا مجھے پہلے معلوم تھا کہ جب کوئی تیرے پاس نادم ہو کر آتا ہے تو تو اسے بخش دیتا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ کو بخشش بہت پسند ہے لیکن اس کی بخشش کو جوش میں لانے کے لئے توبہ اور استغفار کی بہت ضرورت ہے۔ اگر بندہ اپنے کئے پر پشیمان ہو جائے تو رحمت خداوندی اسے بخش دیتی ہے۔ کہتے ہیں کہ جو گناہ پر پشیمان ہو وہ فرشتہ اور جو اکڑ جائے وہ شیطان۔ روز ازل سے آدم کو یہی سبق ملا تھا کہ تجھ سے خطائیں ہو نگی۔ لیکن اگر تو استغفار کرے گا تو تجھے بخش دیا جائے گا۔ سورہ نوح میں آیا ہے کہ توبہ اور استغفار سے اللہ تعالیٰ نہ صرف بندوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے بلکہ ان کے اموال اور اولاد میں بھی برکت دے دیتا ہے۔ اگر خشک سالی ہو تو آسمان سے بارش برساتا ہے مخلوق قحط کا شکار ہو۔ تو غلہ اور پھلوں میں فراوانی کر دیتا ہے نیز ہر قسم کی آفتوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ پس یہ نسخہ آزماؤ اور ابتلا کے دنوں کو خدا کی رضا جوئی میں صرف کرو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر روز کم از کم ستر بار استغفار کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب انسان رات کو سو کر اٹھتا ہے تو اس کے ہر عضو پر صدقہ واجب ہو جاتا ہے جو نیک کاموں سے ادا ہوتا ہے اگر وہ ستر بار استغفار کرے تو اس کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے شرائط بیعت میں تیسری شرط یہ رکھی ہے کہ بیعت کنندہ ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگے گا اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا پس اس شرط کو نہ بھولو۔ بلکہ اس پر مداومت اختیار کرو کہ یہ ہر مرض کی دوا ہے۔ قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث نے جو تسبیحات بتائی تھیں۔ ان میں ہر روز کم از کم ۳۳ مرتبہ استغفار کا ورد بھی رکھا ہے یہ تسبیحات ہمارے لئے تعویذ کے طور پر ہیں۔ ان پر مداومت اختیار کرو اور دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ ان کے نتیجہ میں عسر کی حالت کو یکسر یسر میں بدل دے۔

پس بہترین شغل استغفار اور درود شریف ہے مبارک ہے وہ بندہ جو اس ورد کو نہیں چھوڑتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی وجہ سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل ۲۵۶۲۱

میں محمودہ بیگم انوار زوجہ چوہدری انوار الحسن صاحب قوم ککے زئی پیشہ خانہ داری عمر ۴۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گلگشت کالونی ملتان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۷/۸۴ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی ۱/۲ ۱ تولہ مالیتی -/۳۳۰۰ روپے

(۲) حق مہر وصول شدہ بارہ ہزار روپے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

— الاحمد —

محمودہ انوار/۱۵ گلگشت کالونی ملتان

گواہ شد نمبر ۱ - انوار الحسن خاوند موصیہ

گواہ شد نمبر ۲ - انور حسن ولد چوہدری عبدالرحمن صاحب ۱۳/۲ دارالعلوم غربی ربوہ

مسل ۲۵۶۲۳

میں حمایت اللہ ولد صاحبزادہ عبدالسلام صاحب مرحوم قوم سید پیشہ زمینداری عمر ۶۵ سال بیعت ۹ مبائع ساکن جان میڈیسن کمپنی سرائے نورنگ ضلع بنوں بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴/۸۴ وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسوقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جسکی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

(۱) - ۱۲ ۱/۲ ایکڑ زمین مالیتی -/۳۵۰۰۰ روپے (۲) - مکان ایک کنال مالیتی -/۲۰۰۰۰ روپے میرا حصہ ۱/۵ ہے۔ (۳) مہمان خانہ جو کہ صرف زمین ہے ۱/۲ ۱ کنال مالیتی بارہ ہزار روپے اسمیں میرا حصہ ۱/۴ کا ۱/۵ ہے اسوقت مجھے مبلغ پانچ صد روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں اور مبلغ دو ہزار روپے سالانہ آمد از جائیداد مندرجہ بالا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

— العبد —

حمایت اللہ ولد صاحبزادہ عبدالسلام صاحب

جان میڈیسن کمپنی سرائے نورنگ ضلع بنوں

گواہ شد نمبر ۱ - صاحبزادہ صدیق برادر موصی

وصیت نمبر ۱۵۸۹۸

گواہ شد نمبر ۲ - انعام اللہ پسر موصی

مسل ۲۵۶۲۴

میں سلیمان MWANJE ولد سلیم MUKASA قوم - پیشہ تجارت عمر ۴۵ سال بیعت ۱۹۶۰ء ساکن یوگنڈا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۸۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسوقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

۱ - موٹر سائیکل مالیتی -/Sh ۲۰۰۰۰۰

۲ - ایک پلاٹ معہ پرانا مکان واقع MDERE یوگنڈا مالیتی -/Sh ۴۰۰۰۰۰

۳ - دو مکان پرانے واقع NAMASUBA مالیتی -/Sh ۱۰۰۰۰۰۰

۴ - ایک پلاٹ اور پرانا مکان واقع MAJJA NAULUMBI Sh ۲۵۰۰۰۰/

۵ - پلاٹ اور تین مکان پرانے واقع MENGO مالیتی -/Sh ۴۰۰۰۰۰۰

۶ - تجارت میں حصہ -/Sh ۱۰۰۰۰۰۰

۷ - ۱۵ ایکڑ زرعی زمین واقع NALYA مالیتی -/Sh ۲۰۰۰۰۰۰

۸ - تین ایکڑ زمین واقع KAWAPE مالیتی -/Sh ۱۰۰۰۰۰۰

۹ - کار پرانی -/Sh ۳۰۰۰۰۰

۱۰ - land for Bank at Kiryandonge - Bunyaro مالیتی -/Sh ۲۰۰۰۰۰۰ یوگنڈا

اسوقت مجھے مبلغ -/Sh ۲۰۰۰۰۰ ماہوار بصورت × مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد

سلیمان MWANJE یوگنڈا

گواہ شد ۱ ZAKRIA KAZITO - یوگنڈا

گواہ شد نمبر ۲ چوہدری عنایت اللہ احمدی

جماعت کو اصلاح اخلاق کی ضرورت ہے

حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرائت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بیجا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصہ کا نقص ابتک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے، تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اول اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہیئے کہ ابتداء میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے دردِ دل سے دعا کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے۔ اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں۔ ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی۔ تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں۔ ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے۔ ان باتوں سے صرف شماتتِ اعداء ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود بھی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۲۷-۱۲۸)

(نظارت اصلاح وارشاد)

اعلانِ نکاح

میری بھتیجی عزیزہ منیرہ حفیظ سلمہا اللہ تعالیٰ دختر برادرم محترم چوہدری حفیظ الدین صاحب ایڈووکیٹ ساہیوال کا نکاح عزیزم وقار۔ اے ناصر صاحب ابن برادرم محترم چوہدری مختار احمد صاحب سنوری آف جھنگ کے ساتھ ۹ ستمبر ۱۹۸۴ء کو مکرم و محترم مولانا شیخ نور احمد صاحب منیر نے ساہیوال میں پڑھا۔

عزیزہ سلمہا اللہ تعالیٰ حضرت چوہدری نور الدین صاحب جہانگیر مرحوم کی پوتی اور محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب مربی انچارج امریکہ کی نواسی ہیں اور عزیزم وقار احمد ناصر سلمہ اللہ تعالیٰ حضرت منشی ہاشم علی صاحب سنوری کا پڑپوتا ہے۔

احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ یہ رشتہ ہر دو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت و باثمر ہو۔

(چوہدری منیر مسعود - ۵۷ - اولڈ سول لائنز - ساہیوال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسرائیل۔ عالمِ اسلام کے سینے میں خنجر

چوہدری محمد ظفر اللہ خان
(مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر مربی سلسلہ)

عالمی شہرت یافتہ پاکستانی دانشور "جی الانہ" معروف شخصیت ہیں۔ پاکستان کی اقتصادیات اور معاشیات کی ترقی اور احیاء میں ان کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ بین الاقوامی اجتماعات میں انہوں نے متعدد بار پاکستان کی کامیاب نمائندگی کی ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں کئی دفعہ پاکستانی وفد میں شامل ہوئے آپ کی یادیں۔ چند باتیں تاریخی انداز میں نوائے وقت کے جمعہ میگزین میں شائع ہو رہی ہیں۔ جو اہم واقعات پر مشتمل ہیں اور آپ ان کے عینی شاہد ہیں۔ چنانچہ نوائے وقت کے جمعہ میگزین کی اشاعت ۱۴ تا ۲۰ ستمبر ۱۹۸۴ء میں اقوام متحدہ کے ایک تاریخی اجلاس کا ذکر کرتے ہوئے جو پیرس میں منعقد ہوا۔ انہوں نے ایک مضمون قلمبند کیا ہے۔ اس کا عنوان ہے:۔

"پیرس کے اجلاس میں اہم ترین سوال الجزائر کی مکمل آزادی سے متعلق تھا۔"

اس عنوان کے تحت موصوف رقمطراز ہیں:۔

"پیرس کے اس اجلاس میں اہم ترین سوال جو زیر بحث تھا وہ الجزائر کی مکمل آزادی سے متعلق تھا۔ کیونکہ ان دنوں الجزائر فرانسیسی کالونی تھا۔ میں نے وہ بحث غور سے سنی اور اس دوران میں نے بہت کچھ سیکھا۔ پاکستان اقوام متحدہ میں الجزائر کی آزادی کی پُرزور حمایت کر رہا تھا نہ صرف حکومت پاکستان بلکہ پاکستان کا ہر شہری اس بات کا خواہاں تھا۔ کہ الجزائر کو مکمل آزادی حاصل ہو۔ میں نے اجلاس میں دیکھا کہ ایک طرف مسلم ممالک کے نمائندے الجزائر کی آزادی کی حمایت کرتے تھے اور دوسری طرف فرانسیسی مندوب اور سامراجی ممالک کے مندوبین الجزائر کی آزادی کی مخالفت کر رہے تھے۔ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ خدا کرے الجزائر کی آزادی کے حق میں پاکستان کی طرف سے نعرہ بلند کرنے کا شرف مجھے حاصل ہو کیونکہ آزادی کے حق میں اپنی آواز بلند کرنے کو میں ثواب سمجھتا ہوں۔ مگر چونکہ چوہدری ظفر اللہ ہمارے وزیر خارجہ تھے لہذا انہوں نے پاکستان کی طرف سے شاندار تقریر کی اور مجھے یاد ہے کہ اس موقع پر انہوں نے ایک جملہ کہا تھا۔ جسے بعد میں پاکستان اور دنیا بھر کے مختلف مدبرین مفکرین اور دانشوروں نے بھی استعمال کیا۔ انہوں نے کہا تھا کہ اسرائیل کو وجود میں لانے کا مطلب یہ ہے کہ عالمِ اسلام کے سینے میں خنجر گھونپ دیا جائے۔ یہ واقعہ ۱۹۵۱ء کا ہے۔ جنرل اسمبلی کے لحاظ سے میری ان سے آخری ملاقات ۱۹۶۲ء میں نیویارک میں ہوئی تھی جب وہ پاکستان کے مستقل مندوب تھے اسی سال چوہدری صاحب جنرل اسمبلی کے صدر منتخب ہوئے تھے۔"

چودھری ظفر اللہ خاں نے عرب ممالک کی آزادی کے سلسلے میں اور فلسطین کے مسئلہ پر جو خدمات انجام دی ہیں اس کے ذکر سے عرب جرائد اور مجلات بھرے پڑے ہیں۔ ملک شام کے روزنامہ "الایام" نے آپ کی خدمات اور کارناموں پر ایک اداریہ لکھا جس کا ایک فقرہ یہ تھا۔

"ظفر اللہ خاں وہ شخصیت ہے جس نے عرب ممالک کی ترجمانی کرنے میں اپنا انتہائی زور صرف کر دیا۔ ان کا نام عربوں کی تاریخ میں ہمیشہ ہمیش کے لئے آب زر سے لکھا جائے گا۔"

(۲۴ فروری ۱۹۵۲ء)

حکومت شام نے آپ کو اپنے ملک کے سب سے بڑے اعزازی نشان "وسام امیہ" سے نوازا۔ یہ وہ اعلیٰ ترین اعزاز ہے جو سربراہان مملکت کو دیا جاتا ہے۔

محترم چوہدری صاحب آج کل صاحب فراش ہیں اور احباب جماعت کی خاص الخاص دعاؤں کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر لحاظ سے کامل صحت عطا کرے۔ آپ کی عمر میں برکت دے اور آپ کا بابرکت سایہ تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین۔

اعلان گمشدگی

خاکسار کی نظر کی عینک جامعہ احمدیہ سے فضل عمر ہسپتال جاتے ہوئے گر گئی ہے جن صاحب کو ملے وہ پتہ ذیل پر پہنچا دیں

(منیر احمد عارف۔ جامعہ احمدیہ ربوہ)

توسیع اشاعت الفضل کے لئے وفود کے دورے

عہدیداران اور احباب جماعت سے تعاون کی اپیل

سیالکوٹ، شیخوپورہ اور بہاولنگر کے اضلاع میں توسیع اشاعت الفضل کے لئے دفتر الفضل کی جانب سے نمائندگان بھجوائے جا رہے ہیں۔ امراء کرام، صدر صاحبان، محترم مربیان و معلمین سلسلہ۔ قائدین خدام الاحمدیہ اور صدر صاحبات لجنہ اماء اللہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ نمائندگان دفتر الفضل سے بھرپور تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ان نمائندگان کو ایک ٹارگٹ دیا جا رہا ہے۔ جماعتوں سے درخواست ہے کہ اس ٹارگٹ کو پورا کرنے کی کوشش فرمائیں۔ تاکہ ہم بھی اور آپ بھی اپنے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق الفضل کی اشاعت زیادہ سے زیادہ بڑھا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو اور اپنی تائید و نصرت سے نوازے۔ آمین

(آقا سیف اللہ۔ منیجر الفضل۔ ربوہ)

کاریں کرایہ پر حاصل کریں
رجوع فرمائیں!
شریف احمد بھٹی
فون 431/521 ربوہ

رہائشی منصوبہ نزد بیت الاقصیٰ ربوہ
مجید ٹاؤن
باقاعدہ منظور شدہ
ہر نقص سے پاک
چوہدری عبدالمجید ایڈووکیٹ
فیکٹری ایریا۔ ربوہ:

نئے سائیکل (سہراب و پیکو)
اور سپیئر پارٹس بازار سے بارعایت
ملنے کا پتہ:
شفیق سائیکل سٹور
کالج روڈ۔ ربوہ

حضرت حکیم نظام جان کے فرزند اور جانشین
حکیم انوار احمد جان
۵-۶-۷ اکتوبر
دواخانہ حکیم نظام جان چوک اقصیٰ ربوہ
میں مطب فرمائیں گے
منیجر دواخانہ حکیم نظام جان، کالج روڈ
چوک اقصیٰ ربوہ، فون: 558

شالیمار کوچنگ سروس
ربوہ سے ۔ جھنگ ۔ سے کبیر والا
ربوہ ۔ سے ۔ ملتان
ہماری ایئرکنڈیشنڈ اور آرام دہ فلائنگ کوچز کی سروس شروع ہو چکی ہے۔ خواہشمند حضرات اس نادر موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں
بکنگ کیلئے:
الحمود ٹریولز
گورنمنٹ لائسنس 564
اقصیٰ روڈ ربوہ فون 493